

1 عمومی جائزہ

1.1 عمومی جائزہ

قومی آمدنی حسابات کمیٹی کے پیش کردہ عبوری تخمینوں میں مالی سال 11ء کے لیے جی ڈی پی نمو 2.4 فیصد دکھائی گئی ہے جو پچھلے سال کی نمو 3.8 فیصد سے کم ہے۔ امن و امان سے متعلق خدشات، تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے خارجی دھچکے اور تباہ کن سیلاب کے تناظر میں یہ کمی اسٹیٹ بینک کی توقعات کے مطابق ہے۔

مثبت پہلو یہ ہے کہ سیلاب کے بعد گندم، گنے اور چھوٹی فصلوں کی بحالی سے زریعہ نمو کو گزشتہ سال سے بھی متجاوز ہونے میں مدد ملی۔ تاہم ہو سکتا ہے کہ زرعی آمدنی اسی مطابقت سے نہ بڑھے جس کی وجہ بازار میں گندم کے کم نرخ اور خام مال (مثلاً ڈیزل اور کھاد) کی بڑھتی ہوئی لاگت ہے۔

اشیاء سازی کے شعبے میں مصنوعات خصوصاً ٹیکسٹائل، گاڑیوں، کھاد، سیمنٹ اور پیٹرولیم کی طلب مضبوط رہی۔ اس مضبوط طلب کے باوجود رسدی مسائل۔۔ خصوصاً توانائی کی قلت۔۔ نے پیداواری رکاوٹیں پیدا کیں جس سے صنعتی نمو کی رفتار نمایاں طور پر کم ہو گئی۔

ہماری دانست میں نمو کا انحصار اس پر ہوگا کہ اہم ملکی

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہار				
م 11ء	م 10ء	م 09ء	شرح نمو (فیصد)	
2.4	3.8	1.7	جی ڈی پی (عالم کی لاگت)	جولائی تا جون
1.2	0.6	4.0	زراعت	جولائی تا جون
-4.0	-2.4	7.8	اہم فصلیں	جولائی تا جون
4.8	-7.8	-1.2	چھوٹی فصلیں	جولائی تا جون
3.7	4.3	3.1	گلہ بانی	جولائی تا جون
-0.1	8.3	-0.1	صنعت	جولائی تا جون
1.0	4.9	-8.1	بڑے پیمانے کی اشیاء سازی	جولائی تا جون
4.1	2.9	1.7	خدمات	جولائی تا جون
28.1	7.3	-3.4	برآمدات (ایف او بی)	جولائی تا اپریل
14.7	-2.8	-9.8	درآمدات (سی آئی ایف)	جولائی تا اپریل
12.2	11.6	19.9	نیکس حاصل (ایف بی آر)	جولائی تا اپریل
13.9	11.8	21.5	صاق (12 ماہی تحرک اوسط)	مئی
3.3	2.8	-0.1	نئی شعبہ کا قرضہ	جولائی تا جون
13.7	9.8	6.5	رسد زر (زر 2)	جولائی تا جون
ارب امریکی ڈالر				
17.2	16.0	11.6	مجموعی سیال ذخائر ¹	31 مئی
9.0	7.3	6.3	آمدت سیلات	جولائی تا اپریل
1.4	1.6	2.2	خالص بیرونی سرمایہ کاری	جولائی تا اپریل
فیصد جی ڈی پی ²				
4.5	4.3	3.2	مالیاتی خسارہ	جولائی تا مارچ
5.8	6.9	8.7	تجارتی خسارہ	جولائی تا اپریل
0.3	-1.9	-5.5	جاری حسابات کا خسارہ	جولائی تا اپریل
¹ اسٹیٹ بینک اور کرنل ٹیکوں میں				
² نسب نامہ پورے سال کے جی ڈی پی پر مبنی				

مسائل کے بارے میں کیا پالیسیاں تشکیل دی جاتی ہیں یعنی: (1) توانائی کی قلت، جو نمو کو متاثر کر رہی ہے، (2) بلند مالیاتی خسارہ جس کی مالکاری مشکل ہو گئی ہے، جزو اس لیے کہ بجلی کے شعبے میں سابقہ برسوں کے زربائے اعانت گردشی قرضے میں منعکس ہو رہے ہیں، (3) ملکی قرضے کا بڑھنا جس سے معاشی استحکام کے حوالے سے تشویش پیدا ہوئی، اور (4) گرانی کا دباؤ جو کم نہیں ہو رہا ہے۔ ان دشواریوں کے بارے میں آگے تفصیلی بحث آئے گی۔

1۔ توانائی کی بڑھتی ہوئی قلت

توانائی کے شعبے میں گیس کی رسد کے مسائل زیادہ تکلیف دہ ہو گئے ہیں اور اس قلت سے وسیع تر اقتصادی نمودناثر ہو رہی ہے۔ مثال کے طور پر ٹیکسٹائل یونٹس نہ صرف بجلی پیدا کرنے کے لیے بلکہ اپنی پیداوار کے لیے بھی عموماً قدرتی گیس پر انحصار کرتے ہیں۔ خاص طور پر کھاد اور بجلی کی پیداوار گیس لوڈ مینجمنٹ سے متاثر ہوئی ہے اور اس کے نتیجے میں بجلی کی قلت نے کئی صنعتوں میں پیداواری مسائل کو جنم دیا ہے۔

مستقبل میں پالیسی کے حوالے سے چیلنج یہ ہے کہ دستیاب گیس کو مختلف استعمال کنندگان میں کیسے مؤثر طور پر تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ اقتصادی رابطہ کمیٹی نے زرعی خام مال کی مستحکم قیمتوں اور درآمد شدہ کھاد پر زرمبادلہ بچانے کی اہمیت کے پیش نظر حال ہی میں گیس کو کھاد کے شعبے کی طرف منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔¹

پائیدار توانائی پالیسی کے تناظر میں ہم سمجھتے ہیں کہ (بجلی کی پیداوار کے لیے) فرنس آئل کے قابل عمل متبادل ہنگامی طور پر تیار کرنے ضروری ہیں۔ مزید یہ کہ درآمد شدہ گیس کا امکانی کردار وسط مدت میں محل نظر ہے اور پالیسی میں زیادہ زور اس بات پر ہونا چاہیے کہ درآمد شدہ گیس کے استعمال کے لیے ضروری انفراسٹرکچر تشکیل دیا جائے۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ مستقبل میں اس قلیل وسیلے کے مختلف استعمال کنندگان کے لیے نرخوں میں ترمیم کی جائے اور گیس کے نرخنامے کو بہتر بنایا جائے تاکہ مزید گیس کی تلاش اور گیس نکالنے کے لیے ترغیبات دی جاسکیں۔

2۔ بڑھتا ہوا مالیاتی خسارہ

حکومت مالیاتی خسارے کو محدود کرنے میں مشکلات کا شکار ہے۔ مارچ 2011ء تک دستیاب معلومات کی رو سے بجٹ خسارہ جی ڈی پی کا 4.5 فیصد ہے یعنی پچھلے سال کی اسی مدت کے خسارے 4.3 فیصد سے تھوڑا زیادہ۔ جن شعبوں میں نمو ہوئی وہ ابھی تک یا تو ٹیکس کے جال سے باہر ہیں یا برائے نام ٹیکس دیتے ہیں (مثلاً زراعت اور خدمات)۔

اگرچہ محاصل کی نموسال کے بیشتر عرصے کے دوران کمزور رہی تاہم چوتھی سہ ماہی میں اضافی اقدامات کیے گئے۔ حکومت اخراجات پر قابو پانے میں بھی کامیاب رہی جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس نے محتاط معاشی پالیسیوں پر چلنے کا عزم کر رکھا ہے تاہم زیادہ تر بوجھ ترقیاتی اخراجات کو برداشت کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں توانائی کے شعبے کے مسائل حل کرنے کی خاطر بجلی کے شعبے کی زراعت کم کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں وفاقی بورڈ آف ریونیو ٹیکس وصولی کو بہتر بنانے کے لیے کوششیں کر رہا ہے۔

بہر حال مالیاتی اصلاحات کے نفاذ کی راہ میں ابھی تک سیاسی دشواریاں حائل ہیں۔ مثال کے طور پر وہ ساختی مسائل ابھی تک تصفیہ طلب اور کثیر جماعتی اتفاق رائے کے منتظر ہیں، جن کے لیے مشکل پالیسی فیصلے درکار ہیں تاکہ مالیاتی یکجائی لائی جاسکے (مثلاً استثناء کے خاتمے کے ذریعے جی ایس ٹی کی بنیاد میں توسیع، زرعی آمدنی پر ٹیکس اور پی ایس ایز کی تشکیل نو اور نجکاری)۔²

¹ ہندوستان کے مطابق 40 ملین کیوبک فٹ یومیہ گیس بجلی کے شعبے کی بجائے کھاد کے شعبے کو دی جائے گی اور بجلی کا شعبہ اپنے پلانٹ ڈیزل پر چلائے گا۔ کھاد کا شعبہ گیس کی جگہ ڈیزل پر بجلی کے پائپس چلانے پر اٹھنے والے اضافی اخراجات کا دہنہائی وفاقی حکومت کو ادا کرے گا۔

² نقصان میں جانے والے پی ایس ایز (مثلاً ریلوے، پی آئی اے اور پاکستان سٹیل) حکومت کے قلیل وسائل پر بڑا بوجھ ہیں۔ جولائی تا مارچ 11ء کے دوران حکومت کے مجموعی جاریہ اخراجات کا لگ بھگ 1.5 فیصد ان پی ایس ایز کی مدد کرنے پر صرف کیا گیا۔

جہاں تک مالکاری کا تعلق ہے حکومت کے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے لیے ملکی ذرائع پر انحصار کرے۔ علی الخصوص، اگرچہ اسٹیٹ بینک سے قرض گیری اواخر ستمبر 2010ء کی سطح پر محدود رکھی گئی تاہم اپریل 2011ء اور اس کے بعد چانک تبدیلی (31 مارچ سے 3 مئی 2011ء کے درمیان حکومت نے مرکزی بینک سے 350 ارب روپے قرض لیے) کے حوالے سے کچھ وضاحت کی ضرورت ہے:

اول، اس قرض گیری کا بڑا حصہ بڑھتے ہوئے نیم مالیاتی اخراجات (مثلاً توانائی کے گروشی قرضہ جات) کو بجٹ میں شامل کرنے کے لیے تھا۔ بالفاظ دیگر یہ مالکاری دراصل گزشتہ برسوں کے نیم مالیاتی خساروں کی باقیات میں سے ہے۔ امکان ہے کہ اس یکبارگی ترمیم سے خسارے کے سرکاری ہدف کے مقابلے میں تقریباً 0.6 فیصد جی ڈی پی (م 11 میں) کا اضافی بوجھ پڑنے کا امکان ہے۔ لہذا بجلی کے شعبے کے گروشی قرضے کے اسٹاک میں ظاہر ہونے والے 120 ارب روپے کے پرانے واجبات ادا کرنے کے بعد حکومت کے 5.5 جی ڈی پی ہدف کے مقابلے میں ملک کو م 11 میں تقریباً 6.0 فیصد جی ڈی پی کا مالیاتی خسارہ ہوگا۔ حتیٰ بجٹ خسارے کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ وفاقی بورڈ آف ریونیو کے حاصل اور عبوری فاضل رقم کے اہداف کس حد تک حاصل ہو پاتے ہیں۔

دوم، اسٹیٹ بینک اس قرض کا بڑا حصہ بازار زر کے براہ راست سودوں کے ذریعے پہلے ہی منڈی کو منتقل کر رہا ہے اور توقع ہے کہ رواں مالی سال کے آخر تک، حکومتی وعدے کے مطابق اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری اواخر ستمبر 2010ء کی سطح تک محدود ہو جائے گی۔

3۔ ملکی قرضے کے لیے مضمرات

مالیاتی خسارے میں مسلسل اضافے کا اثر تیزی سے بڑھتے ہوئے ملکی قرضے پر صاف نظر آتا ہے۔ واجب الادا حکومتی ملکی قرض 5,594 ارب روپے (تخمین شدہ جی ڈی پی کا 31.8 فیصد) تک پہنچ گیا جو اواخر جون 2007ء کی سطح کے دگنے سے بھی زیادہ ہے۔ قرضے کے اسٹاک میں یہ تیز نمو معاشی استحکام اور زری انتظام کے حوالے سے تشویش کو جنم دے رہی ہے۔

علاوہ ازیں ملکی قرضے کی میعاد کا جائزہ لیا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ حکومت کو سال میں کم از کم ایک با قلیل مدتی قرضے کا مکمل اسٹاک یعنی 2,854 ارب روپے رول اوور کرنا ہوگا۔ معیشت کے دیگر شعبوں کی جانب سے قرضے کی طلب میں کوئی اضافہ ہوا تو رول اوور خطرہ³ بڑھ سکتا ہے اور حکومت کے لیے شرح سود کا خطرہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔⁴

4۔ گرائی کا مسلسل دباؤ

گرائی کی توقعات کو قابو میں کرنے کے لیے مالیاتی نظم و ضبط اور اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری پر پابندیاں ضروری ہیں۔ ہمارے خیال میں حالیہ مہینوں میں یہ توقعات خاصی جڑ پکڑ چکی ہیں۔ مجموعی لحاظ سے، اگرچہ گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں سیلاب کے بعد آنے والی تیزی زیادہ تر کم ہو چکی ہے تاہم گرائی بدستور برقرار ہے اور 13 فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ اس کی ممکنہ وجوہات میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: (الف)

³ جب کسی ملک کے قرضے کی میعاد پوری ہونے والی ہو تو عموماً انہیں رول اوور خطرے کا سامنا ہوتا ہے اور اسے نئے قرضے میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن سیالیت کی قلت اس رول اوور کو بہت مہنگا بنا دیتی ہے۔

⁴ شرح سود میں حرکت سے منسلک خطرہ یعنی شرح سود میں تبدیلیاں ملک کی واپسی قرض کے عمل کو متاثر کرتی ہیں۔

جولائی تا ستمبر 2010ء کے دوران اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری کا مؤثر اثر، (ب) یوٹیلیٹی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مسلسل اضافے⁵، (ج) اجناس کی قیمتوں میں اضافہ، اور (د) اشاریہ کرایہ مکان کا تیزی سے بڑھتا ہوا رجحان۔

مثبت امر یہ ہے کہ ان بڑی مشکلات کے باوجود بیرونی شعبے میں نمایاں بہتری نظر آئی ہے۔ خصوصاً قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور ترسیلات کی مضبوط نمو کے طفیل جاری کھاتہ بڑھ کر (جولائی اپریل مہینے 11ء) 748 ملین ڈالر کی فاضل رقم تک پہنچ گیا جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 3.5 ارب ڈالر کا خسارہ ہوا تھا۔ ترقی یافتہ منڈیوں میں پاکستانی مصنوعات کی رعایت پر مبنی رسائی کو حریف ملکوں کی جانب سے روکنے کی کوششوں کے باوجود ٹیکسٹائل کی برآمدات میں مضبوط نمو ہوئی۔ ترسیلات کی مستحکم نمو خوش آئند ہے کیونکہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ماہانہ ترسیلات مسلسل دو ماہ (مارچ اور اپریل 2011ء) میں ایک ارب ڈالر سے متجاوز رہیں۔

بیرونی حسابات کی اس بہتری اور اس کے ساتھ مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری کی تحدید سے اسٹیٹ بینک کو یہ موقع ملا کہ وہ اپنی تین گزشتہ پالیسی اعلانات (جنوری، مارچ اور مئی 2011ء) میں پالیسی ریٹ کو 14 فیصد پر قائم رکھ سکے۔ مہینے 11ء کی پہلی ششماہی میں 150 بی پی ایس کے مجموعی اضافے سے موازنہ کیا جائے تو ان اعلانات سے تبدیلی کا اظہار ہوتا ہے۔ مؤثر زری پالیسی انتظام کے لیے اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری کو اواخر ستمبر 2010ء کی سطح پر برقرار رکھنا ضروری ہوگا۔

1.2 مستقبل کے امکانات

زراعت کے حوالے سے ہم کپاس کی اگلی فصل کے بارے میں کئی وجوہ کی بنا پر پُر امید ہیں: (الف) مہینے 10ء کے دوران کپاس کی بلند قیمتوں سے کاشتکاروں کو اگلی فصل کے لیے زیر کاشت رقبہ بڑھانے کی ترغیب ملی، (ب) زیادہ پیداوار دینے والے (اور بیماری کے خلاف مزاحم) ٹی ٹی کاٹن بیجوں کا استعمال بڑھا ہے، اور (ج) پچھلے برس کے مقابلے میں پانی کی دستیابی بہتر ہونے کی توقع ہے۔ فی الوقت کھاد کی بڑھتی قیمتیں اہم خطرہ ہیں۔

حکومت نے گندم کی خریداری کا ہدف 6.57 ملین ٹن مقرر کیا ہے جو گزشتہ سال کے ہدف سے کم ہے۔ تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت اس ہدف سے تجاوز کرنے کے لیے دباؤ میں آسکتی ہے کیونکہ بازار میں گندم کی قیمت اس کی سرکاری قیمت سے خاصی کم ہے جبکہ بینک اضافی خریداری کی مالکاری کرنے کے لیے آمادہ دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے گردش قرضے کا مسئلہ بڑھ سکتا ہے اور نجی شعبہ قرضے سے محرومی کی طرف جاسکتا ہے۔

اگرچہ توانائی کی قلت کئی صنعتوں کو مسلسل متاثر کر رہی ہے تاہم بعض شعبوں کوئی دشواریوں کا سامنا ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر جاپان کی جانب سے گاڑیوں کے پوزوں کی عالمی فراہمی میں رکاوٹ سے پاکستان میں بعض اشیاء ساز متاثر ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں گاڑیاں بنانے والے اداروں کو درآمدہ کاروں سے سخت مسابقت کا سامنا ہوگا کیونکہ حکومت نے استعمال شدہ درآمدہ گاڑیوں کی عمر کی حد 3 سال سے بڑھا کر 5 سال کر دی ہے۔

جہاں تک مالیاتی انتظام کا تعلق ہے، مالیاتی خسارے کو مہینے 12ء میں جی ڈی پی کے 4.5 فیصد سے نیچے تک محدود رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ

⁵ اگرچہ نرخوں میں ترمیم کا گرائی پر براہ راست اثر ہوتا ہے تاہم ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ نرخوں کی بروقت منتقلی سے حکومت کی قرض کی ضروریات کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔

آئندہ محاصل پیدا کرنے کے لیے مناسب اقدامات (مثلاً ٹیکس اساس کو وسیع کرنا، معاشی نظام کی دستاویزیت کو بہتر بنانا، غیر مدنی زر ہائے اعانت کا بتدریج خاتمہ اور نیم مالیاتی کارروائیاں کم کرنا) کیے جائیں۔⁶ ان کوششوں کے ہمراہ قرضے کا بہتر انتظام بھی ہونا چاہیے تاکہ ملکی قرضے کی میعاد بڑھے اور قرضوں کے نرخ کے از سر نو تعین اور رول اور سے منسلک خطرات گھٹیں۔

مالیاتی پائیداری کو یقینی بناتے ہوئے ان اقدامات سے بیرونی کھاتے کی پوزیشن کا بھی تحفظ ہوگا اور نجی شعبے اور ملک کی بین الاقوامی ترقی کے شرکا کا اعتماد بحال ہوگا۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ اس سے گرائی اور نجی شعبے کی قرضے سے محرومی کو کم کرنے میں مدد ملے گی جس سے سرمایہ کاری، نمو اور روزگار کے مواقع کو فروغ حاصل ہوگا۔

تاہم گرائی کا منظر نامہ بہت حوصلہ افزا نہیں۔ مشرق وسطیٰ میں بدامنی اور جاپان میں زلزلے کے بعد جوہری توانائی کی بجائے تھرمل پاور کے استعمال کے بعد خام تیل کی بین الاقوامی قیمتیں مئی 11ء کے آغاز سے اب تک لگ بھگ 40 فیصد بڑھی ہیں۔ مجموعی طور پر پی الحال تیل کے نرخوں میں کوئی کمی ہونے کی توقع نہیں۔

علاوہ ازیں امکان ہے کہ پام آئل کی قیمتیں نباتی تیل اور گھی کے ملکی نرخوں پر اثر انداز ہوں گی۔ تاہم ربیع کی اچھی فصل کے بعد گندم اور شکر کی قیمتیں کم ہو گئی ہیں جس سے آئندہ مہینوں میں غذائی گرائی قابو میں رہنی چاہیے بلکہ شاید کم ہونی چاہیے۔

بیرونی شعبے میں پاکستان کی کارکردگی خراب ہو جانے کے حقیقی خطرات موجود ہیں۔ ترسیلات کی زیادہ معتبر پیش گوئی نہیں کی جاسکتی۔ جولائی تا اپریل مئی 11ء کے دوران مئی 10ء کے اسی عرصے کے مقابلے میں یہ 1.7 ارب ڈالر زیادہ رہیں۔ گزشتہ کچھ دنوں میں خام تیل کی قیمتوں میں تیزی سے اضافے کے بعد درآمدات دباؤ میں آسکتی ہیں جبکہ عالمی طلب کی بحالی اتنی واضح نہیں اور پاکستانی ٹیکسٹائل کی برآمدات کو متاثر کر سکتی ہے۔ مزید یہ کہ ٹیکسٹائل میں نرخوں کا اضافہ جس سے مئی 11ء کے دوران جاری حسابات میں فاضل رقم آئی، ممکن ہے آئندہ دستیاب نہ ہو کیونکہ آف پیک سیزن میں بھی کپاس کی قیمتوں میں تیزی سے کمی آئی ہے۔ بعض برآمد کنندگان نے یہ نشاندہی بھی کی ہے کہ خریدار برآمدی ٹیکسوں کے نرخوں کا از سر نو تعین کرنے پر مصر ہیں۔

حالیہ سیاسی واقعات کے کاروباری ماحول اور بیرونی شعبے کے لیے منفی مضمرات ہو سکتے ہیں خصوصاً عالمی مالی اداروں کی جانب سے رقم کی آمد اور دوطرفہ امداد کے حوالے سے۔ تاہم اطمینان کی دو وجوہ ہیں: اول، مالی بازار میں قدرے استحکام اس بات کی علامت ہے کہ پاکستان خارجی دھچکے برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دوم، گزشتہ دو برسوں میں عالمی مالی اداروں کی جانب سے خالص آمد رقم کم رہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بیرونی شعبے میں مجموعی پوزیشن کو تبدیل کرنے کے لیے مزید کی کامکان نہیں۔

⁶ مئی 12ء کے وفاقی بجٹ کی مزید تفصیل کے لیے دیکھئے باکس 1.1۔

بکس 1.1: مالی سال 12ء کے وفاقی بجٹ کی جھلکیاں

- 23 فیصد (یعنی 1364 ارب روپے اضافے) کی محاصل کی نمو شکل معلوم ہوتی ہے کیونکہ محاصل لانے کے لیے کوئی اضافی اقدامات نہیں کیے گئے۔
- حقیقت یہ ہے کہ م س 12ء میں ٹیکس اقدامات کا اثر 27 ارب روپے کی خالص کمی دکھارہا ہے، جبکہ ”انتظامی کوششوں“ سے مزید 50 ارب روپے آسکتے ہیں۔
- سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ صوبائی حکومتوں اور پی ایس ایز کو دینے کی ضرورت پڑسکتی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو صوبائی رقوم دباؤ میں ہوں گی اور مالکاری کا مجموعی فرق 851 ارب روپے سے متجاوز ہو سکتا ہے۔
- م س 12ء میں قرض کی واپسی، دفاع اور جاری زرہائے اعانت کا حصہ جاریہ اخراجات میں 70 ہے۔ 4.5 فیصد کمی کا انحصار زراعت (خصوصاً بجلی کے شعبے میں) میں بھاری کمی پر ہے۔
- بیرونی مالکاری میں تیزی سے کمی کا مطلب یہ ہے کہ ملکی وسائل پر زیادہ انحصار کرنا پڑے گا۔ 70.4 ارب روپے کی نجکاری آمدنی سے حکومت کے عزم کا امتحان ہوگا جس کی تکمیل اسے سیاسی اتفاق رائے کے ساتھ کرنی ہوگی جو پی ایس ایز میں چھاننی کے لیے درکار ہوگی۔

ارب روپے	م س 11ء نظر ثانی شدہ	م س 12ء میراثیہ	سال بسال نمو
خام محصولات	2,235.9	2,732.2	22.2
خالص محصولات (بشمول صوبائی حصے)	1,238.2	1,528.9	23.5
ٹیکس حاصل	1,679.4	2,074.2	23.5
ایف ٹی آر ٹیکس	1,587.7	1,952.3	22.9
غیر ٹیکس حاصل	556.5	658.0	18.2
اسٹیٹ بینک کا منافع	185.0	200.0	8.1
دفاعی وصولیاں	115.3	118.7	-11.1
مجموعی اخراجات	2,394.6	2,504.5	4.6
جاری اخراجات	2,168.5	2,071.7	-4.5
قرضوں کی واپسی	698.6	791.0	13.2
دفاع	444.6	495.2	11.4
زراعت	395.8	166.4	-58.0
ترقیاتی اخراجات	241.5	397.1	64.4
سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات	196.0	300.0	53.1
وفاقی میزانیہ فرق	-1,156.4	-975.6	-15.6
صوبائی ہتھ پکڑ	119.8	124.9	4.3
مجموعی بجٹ خسارہ	-1,036.6	-850.7	-17.9
جی ڈی پی کا فیصد	-5.7	-4.0	
مالکاری			
بیرونی وسائل	121.8	64.1	-47.4
ملکی			
بینک	452.2	303.5	-32.9
غیر بینک	462.6	413.0	-10.7
نجکاری	--	70.4	--